مختار بن ابی عبید الثقفی

از

(ڈاکٹر خورشید احمد فارق ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی)

(۷)

(ج) بصرہ میں مختار کی تحریک

توابین شیعوں کا جو رمضان ۶۵ھ میں ابن زیاد سے لڑنے سلیمان بن صُرد کی قیادت میں کوفہ سے روانہ ہوئے تھے پہلے ذکر ہوچکا ہے، ان لوگوں کا ابن زیاد سے عین وردہ پر مقابلہ ہوا سلیمان بن صرد اور اکثر توابین مارے گئے۔ سلیمان کا نائب اور خلیفہ مثنیٰ ابن مخربہ عبدی تابِ مقاومت نہ لاکر بقیۃ السیف توابین کے ساتھ کوفہ لوٹ آیا اس مہم پر بصرہ کے شیعوں کی بھی ایک جماعت گئی تھی اس میں سے بھی کچھ لوگ بچ گئے اور بصرہ لوٹ آئے تھے۔ مثنیٰ جب واپس ہوا تو مختار گورنر کوفہ کی قید میں تھا اور اس کی تحریکِ خلافت وانتقامِ اہل بیت سرعت کے ساتھ پھیل رہی تھی، مثنیٰ مع اپنے ساتھیوں کے اس تحریک میں ضم ہوگیا، قید خانہ میں مختار سے مل کر بیعت کی اور اس کا سرگرم کارکن بن گیا۔ قید سے نکل کر مختار نے اس کو بصرہ جاکر شیعوں میں نئی تحریک اہل بیت کی اشاعت پر مامور کیا، مثنیٰ کا بصرہ کے شیعوں نے خیر مقدم کیا اس نے ایک شیعی مسجد کو اپنی تحریک کا مرکز بنایا، وہاں شیعوں کی امامت کرتا اور مختار کے مشن کی اشاعت۔ بصرہ کے اکثر لوگ عثمانی میلان کے تھے اور اہل بیت کی نسبت ان کو بنی امیہ سے زیادہ لگاؤ تھا پھر بھی ایک اقلیت محبانِ اہل بیت کی وہاں تھی۔ مثنیٰ کے ہم خیال بڑھ گئے اور وہ بصرہ کی حکومت الٹنے کے لئے مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا جب کوفہ میں مختار کو کامیابی ہوئی اور حکومت اس کے ہاتھ میں آگئی تو مثنیٰ حکومت الٹنے کی تیاری کرنے لگا۔ ابن زبیر کے گورنر حارث بن عبداللہ معروف بقباع کو جب اس کے باغیانہ ارادوں کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے پولیس افسر کو ایک رسالہ کے ساتھ

مثنیٰ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے بھیجا۔ مختار کی مثال کی پیروی کرتے ہوئے مثنیٰ نے اپنا ایک افسر مقابلہ کے لیے مامور کیا جس نے پولیس افسر کو شکست دی (کوفہ میں ابن اشتر نے پولیس افسر کو قتل کر دیا تھا) اب معاملہ سنگین ہو گیا بصرہ میں جنگی فضا پیدا ہو گئی، بصرہ میں کوفہ سے زیادہ قبائلی نزاع اور رقابتیں تھیں ربیعہ اور نزار، شمالی عرب و جنوبی عرب کے امتیازات عربوں کی زندگی کو زیر و زبر کیے ہوئے تھے، مثنیٰ کے شیعوں میں قبیلہ عبد القیس کے بہت سے لوگ تھے مشہور عاقل سردار احنف بن قیس کو قبیلہ مضر و ربیعہ کے سپاہیوں کے ساتھ گورنر نے مثنیٰ سے لڑنے بھیجا، ربیعہ اور بکر بن وائل میں بڑی عداوت تھی، مثنیٰ کو شکست ہوئی اس نے اور اس کے ساتھیوں نے عبد القیس (بکر بن وائل کے حصہ) میں پناہ لی بکر بن وائل کے نامور سردار مالک بن مسمع یہ کہاں برداشت کر سکتا تھا کہ اس کے قبیلہ کی پناہ میں آنے والوں سے تعرض کیا جائے، چنانچہ وہ اپنے قبیلہ کے ساتھ احنف کے مقابلہ پر نکل آیا اس کو مختار کی تحریک سے کوئی لگاؤ نہ تھا لیکن عربوں میں مہمان، پڑوسی اور بالخصوص ہم نسب مہمان و پڑوسی کے حقوق ہر حق سے زیادہ تھے اور بکر بن وائل کے مالک بن مسمع کی قیادت میں نکلنے کا سب سے بڑا محرک یہی تھا۔ قریب تھا کہ بصرہ کے قبائلی عناصر ایک ہولناک باہمی آویزش میں گرفتار ہو جائے کہ کوفہ کے سابق گورنر ابن مطیع (جس کو مختار نے نکال دیا تھا ابن زبیر کے نامزد گورنر حارث (جو ابن زبیر کے ڈر سے مکہ لوٹنے کی بجائے بصرہ آگیا تھا اور دوسرے مقامی سمجھدار لوگوں نے مصالحت کرا دی۔ مثنیٰ اور اس کے ساتھیوں سے کہہ دیا گیا کہ چونکہ رائے عامہ تمہاری تحریک سے دلچسپی نہیں رکھتی اور تمہاری قوت کم ہے تم شہر چھوڑ کر کوفہ چلے جاؤ، مثنیٰ شکست کھا خود یہ محسوس کر چکا تھا چنانچہ وہ کوفہ چلا گیا اور اپنی طبعی موت مر گیا، کوفہ جا کر اس نے احنف کی جو گورنر بصرہ کے حکم سے فوج لے کر میدان میں آگیا تھا مختار سے شکایت کی اور مالک بن مسمع کی جس نے شکست کے بعد اس کو اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دی تھی تعریف کی۔

مختار کو مثنیٰ کی ناکامی کا افسوس ہوا، بصرہ اور کوفہ بہن بھائی تھے، دونوں قبائلی عرب قوت کے سب سے بڑے مرکز تھے، عراق و فارس کے ابتدائی فاتحوں نے ان کو آباد کیا تھا بصرہ کو ۱۴ھ میں کوفہ کو ۱۷ھ میں ان میں سے ہر ایک کے تحت میں مشرق کے بڑے بڑے صوبے تھے جن کے محصولات سے

یہاں کے کئی لاکھ عرب فاتحانہ شان سے زندگی گذارتے تھے اور مفتوحہ علاقوں میں اکثر واقع ہونے والی بغاوتوں کو فرو کرنے یا نئے علاقوں کو فتح کرنے جاتے رہتے تھے ان کی عسکری و قبائلی اہمیت مملکت عرب میں سب سے زیادہ تھی بصرہ نے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ابن زبیر کی بیعت کرلی تھی، پچھلے آٹھ دس سالوں یعنی ۵۹ھ اور ۶۴ھ کے درمیان دونوں ایک گورنر کے ماتحت رہتے تھے یزید کی موت کے بعد بصرہ اور ماتحت علاقوں نے ابن زبیر کی بیعت کرلی تھی اور ابن زبیر سے مختار کے تعلقات محض ڈپلومیٹک تھے مختار کو سب سے بڑا خطرہ بصرہ سے تھا حجاز سے اول تو کسی بڑی لشکرکشی کی صلاحیت نہ تھی (غربت کی وجہ سے) دوسرے ابن زبیر کو شام کا ہولناک دشمن اس کی اجازت نہ دیتا اور تیسرے حجاز سے عہدہ برآ ہونا نسبتاً آسان تھا اس کو اندیشہ در حقیقت یہ تھا کہ ابن زبیر کے حکم سے بصرہ کا گورنر کوئی فوج بھیجدے جس سے نہ صرف یہ کہ مقابلہ نہایت سخت ہو نہ صرف یہ کہ جس سے لڑنے کی کوفہ کے عربوں میں بھی امنگ نہ ہو بلکہ جن سے لڑکر وہ خود اتنا کمزور ہو جائے کہ شامی دشمن پر غلبہ نہ پا سکے

مثنیٰ کی ناکامی گوکہ مکمل تھی گوکہ بصرہ میں اس کے ہم خیال اتنے کم تھے کہ وہاں اس کا قیام ناممکن ہوگیا تاہم مختار نے اپنی الہامی شان، اپنے روحانی جلال سے وہاں کے لوگوں کو تھپکتے رہنا مناسب سمجھا اگر وہ عملی طور پر اس کا ساتھ نہ دے سکے تو عملی طور پر اس کی مخالفت بھی نہ کریں، اس کے لئے یہی کافی تھا اس کو مثنیٰ سے معلوم ہو تھا کہ آحنف بن قیس اپنا قبیلہ لے کر اس کے مقابلہ کو آگیا تھا، اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ بکر بن وائل کے قبائلی سردار مالک بن مسمع اور زیاد بن عمرو عتکی نے اس کو پناہ دی اور آخر وقت تک اس کی حفاظت کی۔ اس نے ان قبائلی سرداروں کی وفاداری حاصل کرنے یا کم از کم ان کو بے ضرر رکھنے کے لئے اپنی مخصوص پالسے پھینکے ان کی کچھ تفصیل تاریخ میں محفوظ رہ گئی ہے احنف کو جو قبیلہ مضر کا سردار تھا ذیل کا خط قرآنی اسلوب میں بھیجا: ربیعہ اور مضر کی ماں کا برا ہو اس برے کام کی وجہ سے جو رونما ہوا (مثنیٰ کے مقابلہ میں ان کے خروج کی طرف اشارہ ہے) بلاشبہ احنف اپنی قوم کو سقر (دوزخ) کی طرف لئے جارہا ہے اور تقدیر کو بدل نہیں سکتا اور نہ اس پیشین گوئی کو جو آسمانی کتابوں میں ہوچکی ہے میری جان کی قسم، اگر تم نے مجھ سے لڑائی کی اور مجھے کذاب کہا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے، مجھ سے پہلے بہت سے برگزیدہ (انبیاء) لوگوں

کو جھوٹا کہا گیا ہے اور میں ان سے بہتر کب ہوں۔"

مالک بن مسمع اور زیاد بن عمرو عتکی کو لکھے ہوئے خطوط کے یہ الفاظ زندہ رہ گئے ہیں: میری بات مانو اور اطاعت کرو اور جو کچھ بتایا جائے اس کے بہترین حصہ پر ہمیشہ عمل کرتے رہو اگر تم نے ایسا کیا تو دنیا میں جو جاہو گے تم کو دوں گا اور جب مرو گے تو تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں گا۔" مالک یہ خط پڑھ کر ہنسا اور زیاد سے بولا "ثقیف کا بھائی (مختار) ہمارے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آیا ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں دے رہا ہے۔" یہ سن کر زیاد ہنسا اور تمسخر سے کہنے لگا: "ہم ادھار کے وعدہ پر نہیں لڑتے (یعنی مختار کے ساتھ ہو کر) جو نقد دے گا اس کے ساتھ لڑیں گے[1]۔ اور ایسا ہی ہوا مختار کے بلانے کارگر نہ ہوئے اور سال بھر بعد جب مصعب بن زبیر جس نے بصرہ آتے ہی بے مثال فیاضی سے کام لیا اور سال میں ایک عطا کی بجائے دو[2] عطائیں دینے کی رسم ڈالی[3] مختار سے لڑنے نکلے تو مالک کے جھنڈے تلے بکر بن وائل کا قبیلہ اور زیاد بن عمر عتکی قیادت میں بصرہ کا ازد قبیلہ تھا۔ مصعب کے "نقد" نے مختار کے ادھار پر غلبہ پا لیا[4]۔

(۳) مختار کی لڑائیاں اور عسکری تدبیر

مختار کا دور اقتدار بقول مصنف استیعاب (حاشیہ اصابہ ۳/۵۴۶) سولہ ماہ بحساب طبری و مصنف اخبار الطوال؛ اٹھارہ ماہ اور بتصریح بلاذری مصنف انساب الاشراف چھتیس ماہ ہے اس مختصر عرصہ میں اس کی فوجیں آٹھ موروچوں پر لڑیں اور دو پر محض ڈپلومیٹک کامیابی حاصل کر کے لوٹ آئیں ان میں سے پہلی لڑائی اس کے اقبال کا زینہ بنی اور آخری اس کی تباہی کا۔ ان لڑائیوں کے اسباب اور سیاق و سباق پہلے ذکر ہو چکے ہیں یہاں ان کے متعلق دوسری مفید و اہم تفصیلات پیش کی جائیں گی اور مختار کی عسکری تدبیر پر ریویو ہو گا، ان لڑائیوں کے عنوانات اور جغرافیائی موقعے یہ ہیں۔

۱۔ کوفہ کی جنگ جس میں مختار نے موالی اور شیعوں کی مدد سے ابن زبیر کے گورنر ابن مطیع کو نکال کر حکومت پر قبضہ کیا یہ سنہ ۶۶ھ میں واقع ہوئی۔

۲۔ یزید بن انس اور ابن زیاد کی جنگ جو جزیرہ میں واقع ہوئی جس میں یزید بعارضہ بیماری مرا اور اس

---

[1] انساب ۲۲۵/۵ [3] انساب ۲۷۱/۵ [4] انساب ۲۰۹/۵

کی فوج منتشر ہوئی لیکن جس میں مرنے سے پہلے اس نے بقول انساب ۲۳۱/۵ چھ ہزار شامی قیدیوں کو قتل کرایا۔ بقول طبری تین سو کو زید کے زیرکمان فوج کی تعداد بقول انساب الاشراف ۲۴۲/۵ وطبری ۱۱۳/۲ ۳ ہزار تھی اور بقول مصنف اخبار الطوال ص۲۹۳ بیس ہزار۔

۳۔ جنگ سبیع جس میں کوفہ کے غیر شیعی قبائلی سرداروں نے مختار کے خلاف بغاوت کی اور شکست کھاکر مصعب بن زبیر سے مدد مانگنے بصرہ جاکر پناہ لی، یہ جنگ ذی الحجہ ۶۶ھ میں واقع ہوئی۔

۴۔ جنگ خازر اس جنگ میں مختار کی طرف سے ابن اشتر عبدالملک کے سپہ سالار ابن زیاد سے بمقام خازر لڑا اور اس کو قتل کرکے شامی فوجوں کے ٹکڑے کرڈالے اس جنگ میں بقول انساب الاشراف ۲۴۳/۵ مختار کی نو ہزار اور بقول طبری ۱۲۱/۲ سات ہزار اور بہ تصریح مصنف اخبار الطوال تقریباً تیس ہزار فوجیں شریک ہوئیں خازر صوبۂ جزیرہ میں اربل اور موصل کے درمیان ایک نہر تھی جہاں یہ ہولناک معرکہ ہوا تھا[۱] اس کی فوج کی اکثریت غیر عرب تھی۔

۵۔ جنگ رقیم۔ یہ جنگ حجاز کے ایک ریگستانی نخلستان میں جس کا نام رقیم تھا واقع ہوئی جس میں مختار کے فرستادہ سپہ سالار ابن ورس کو ابن زبیر کے سپہ سالار ابن سہل نے اچانک حملہ کرکے شکست دی، ابن ورس مارا گیا اس کی اکثر فوج برباد ہوئی، اس معرکہ میں مختار کی تین ہزار فوجیں شریک ہوئیں[۲] اس لشکر میں سات سو عربوں کے علاوہ سب موالی و غلام تھے۔

۶۔ جنگ دومۃ الجندل۔ یہ وہ مشہور حجازی نخلستان ہے جہاں بقول بعض حضرت علیؓ اور معاویہ کے نمائندے قرآن کے مطابق خلافت کے متنازع فیہ معاملے طے کرنے ۳۷ھ میں جمع ہوتے تھے، یہ جنگ عبیداللہ بن زیاد کے بھائی عباد سے ہوئی مدائنی نے بروایت انساب اس کی بابت کہا ہے، جنگ مرج راہط کے بعد عباد بن زیاد سیاست اور عربوں کی باہمی آویزش سے کنارہ کشی کرکے دومۃ الجندل میں مقیم ہوگیا مختار نے اس کی سرکوبی کے لئے (چونکہ وہ عبیداللہ بن زیاد کا بھائی تھا) شراحبیل بن ورس کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ دومہ بھیجا عباد نے کہلا دیا کہ میں اپنے دین کی سلامتی کی خاطر یہاں بھاگ آیا ہوں اور مسلمانوں کی باہمی جنگوں سے کنارہ کش ہوگیا ہوں، ابن ورس کے ساتھیوں نے کہا ہم تو مسلمانوں کو

---

[۱] معجم البلدان یاقوت ۳۰۰/۳ [۲] انساب ۲۷۴/۵

باہمی جنگ کا سرغنہ ہے اور اول وآخر ہے اس کو ہلنے کا موقع نہ دیا جائے حتیٰ کہ یہ قتل ہو۔ ابن ورس نے عباد سے لڑنے کا فیصلہ کر لیا مجبوراً عباد نے اپنے غلاموں اور موالی کو جن کی تعداد سات سو تھی مقابلہ کے لئے تیار کیا اور کہا: "ان لوگوں سے لڑنے چلو کیونکہ محصور ہو کر ہر قوم شکست کھاتی ہے"۔ لڑائی ہوئی جس میں ابن ورس کے ہزار سے زیادہ سپاہی مارے گئے اور عباد کے ساتھیوں میں سے صرف ایک مولیٰ کام آیا۔ ابن ورس شکست کھا کر بھاگا تو اردگرد کے بدو قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے اس کو لوٹ لیا اور اس کی فوجیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا، ابن ورس بعد خرابی کوفہ پہنچا۔ مختار کے دو ہزار سے زیادہ منتخب سوار اس جنگ میں ضائع ہوئے[1]۔

۷۔ جنگ مذار۔ یہ زیریں عراق کے ضلع میسان کا جنگی اہمیت رکھنے والا ایک شہر تھا جو بصرہ اور واسط کے درمیان واقع تھا[2]۔ مختار کو جب علم ہوا کہ کوفہ کے مفرور قبائلی سردار بصرہ میں مصعب بن زبیر اور مہلب کی قیادت میں ایک زبردست فوج لے کر کوفہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو اس نے عسکری مصلحت کے ماتحت خود بصرہ پر اپنی قدیم ترین مخلص اور مجرب فوجی افسروں کی کمان میں بروایت انساب ۵/۲۷۳ چالیس ہزار فوج اور بقول مصنف اخبار الطوال ص ۳۰۷ ساٹھ ہزار فوج بھیجی تاکہ دشمن کو اس کے مرکز ہی میں شکست دے دی جائے۔ اس فوج میں غیر عربوں کی ایک بہت بڑی تعداد تھی یہ فوج بری طرح شکست کھا کر پسپا ہوئی، پسپا ہونے کے بعد مفرورین کوفیوں نے اس کا تعاقب کیا اور اکثر کو تہ تیغ کر ڈالا اس جنگ میں عبیداللہ بن علیؑ[3] (بقول بعض عمر بن علی) جو مختار سے ناراض ہو کر مصعب سے جا ملے تھے کوفہ کی فوجوں سے لڑتے ہوئے مارے گئے یاقوت نے معجم البلدان ۴/۸۳ پر لکھا ہے کہ مذار میں عبیداللہ بن علی کی قبر ہے جس کی زیارت کرنے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔

۸۔ جنگ سیحون صرورا و کوفہ، یہ جنگ مذار کا تتمہ ہے سیحون کوفہ اور قادسیہ کے درمیان ایک فوجی اہمیت رکھنے والی جگہ تھی[4] جہاں اسلام سے پہلے کسروی شاہنشاہوں کے مسلح دستے رکھے جاتے تھے[5] صرورا کوفہ کے باہر دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا[6] کوفہ کی شکست

[1] انساب ۵/۲۶۸ [2] معجم البلدان ۴/۸۳ [3] ایضاً ۳/۲۵۶ عبداللہ ہے [4] ایضاً ۵/۱۹۹ [5] ایضاً ۳/۲۵۶

مکمل کرنے کے بعد مختار نے یہاں اپنا کیمپ نصب کیا تھا، مصعب کی فوجیں چھ بڑے بڑے حصوں میں تقسیم تھیں قلب زیر کمان مصعب، میسرہ، میمنہ زیر کمان مہلب بن ابی صفرہ، رسالے زیر کمان عباد بن حصین، پیادے زیر کمان مقاتل بن مسمع کوفہ کے مفرورین زیر کمان محمد بن اشعث، مختار نے مقابلہ کیا پھر کوفہ کے قلعہ میں محصور ہوگیا اور بقول بعض چالیس دن تک محصور رہ کر جب اکتا گیا تو نکل کر مقابلہ کیا اور لڑتا ہوا مارا گیا۔

ان آٹھ لڑائیوں کے علاوہ مختار کی طرف سے چھوٹی چھوٹی متعدد پیشقدمیاں ہوئیں، کچھ تو قاتلین حسین کی گرفتاری کے لئے، دو حجاز کے مقابلہ میں یا نچسو آہن پوشوں کا ایک رسالہ ابن زبیر کے نامزد گورنر کوفہ کو دفع کرنے اور دوسرا ابن الحنفیہ کو قید زمزم سے رہا کرنے روانہ کیا گیا جیسا کہ پہلے ذکر ہوا

ان آٹھ لڑائیوں میں سے تین کوفہ میں واقع ہوئیں، دو جزیرہ میں، ایک بصرہ کے قریب، اور دو حجاز میں، ان میں جنگ خازر اور جنگ مذار نہ صرف یہ کہ اپنی شدت اور طرفین کی تباہی کے اعتبار سے بقیہ سب جنگوں سے بازی لے گئیں بلکہ اس لحاظ سے بھی ان کی اہمیت بہت ہے کہ ختم خازر مختار کے دنیاوی اقتدار اور روحانی فتح کا نصف النہار ہے اور شکست مذار ان کے زوال کی شام، فتح خازر نے نہ صرف یہ کہ بنو امیہ اور ابن زیاد سے قتل حسین کا بدلہ لیا بلکہ اس کی روحانی دھاک کی بنیادیں بری طرح ہلا دیں (اس کی پیشین گوئی اور جھنڈے کی خواری کا قصہ ہم پڑھ چکے ہیں) اس کے مخالفین کے حوصلے بڑھا دیئے، اس کے معتقدین کے حوصلے پست کر دیئے اور خود اس کی اپنی خود اعتمادی پر کاری ضرب لگائی۔

ان جنگوں میں اور یہ اٹھارہ ماہ کے مختصر عرصہ میں فی جنگ دو ماہ کے حساب سے رونما ہوئیں مختار کے تقریباً نوے ہزار آدمی کام آئے جن میں غالباً موالی اور غلاموں کی اکثریت تھی اور شاید اسی قدر جانیں فریق ثانی کی بھی ضائع ہوئیں یہ اعداد و شمار ہم کو حیرت ناک نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ایسے نہیں ہیں بلاد اسلامیہ کے بے قید تمتع کے زیر اثر آبادی اس سرعت سے بڑھ رہی تھی کہ اس کی روک تھام کا ایک قدرتی ذریعہ رہ گیا تھا۔ طاعون اور قحط کے علاوہ) جنگ اور اس کی انسانی قربانی میں تھا سنہ ۱۴ھ میں جب بصرہ آباد ہوا تو چند ہزار عربوں پر مشتمل تھا سنہ ۱۷ھ میں جب کوفہ آباد ہوا تو اس کی آبادی بیس ہزار کے اندازہ سے بھی زیادہ

بن سمیّہ کی گورنری بصرہ اور کوفہ کے زمانہ میں (۴۵ھ تا ۵۳ھ) بصرہ کی آبادی دو لاکھ اور کوفہ کی ایک لاکھ چالیس ہزار شمار کی گئی تھی[1]، ان میں ایک بہت بڑی تعداد غلاموں اور موالی کی تھی اور اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو عرب باپ اور غیر عرب (غلام) ماں سے پیدا ہوئے تھے عربوں کے باہمی جھگڑے قبائلی و شخصی رقابتوں اور حسدوں کی بنا پر ابتدائے اسلام سے بڑی کثرت سے ہوتے رہے اور یہ غیر قدرتی افزائش ان جھگڑوں کی آگ کو اکساتی (بھڑکاتی) اور پھر ان کا ایندھن بنتی صرف جنگ صفین میں جو حضرت علی اور معاویہ کے مابین ۳۷ھ میں ہوئی قدرت نے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ لوگوں کو ٹھکانے لگا کر آبادی کے اس خوفناک سیلاب کی تباہ کاریوں کو روکا۔

ان جنگوں میں صرف پہلی اور آخری جنگ مختار نے خود لڑی بقیہ سب اس کے فوجی جنرلوں کے ماتحت ہوئیں اور یہ عجیب بات ہے کہ پہلی جنگ کی کمان سے اس نے قوت حاصل کی اور دوسری و آخری کی کمان میں وہ قوت سے محروم ہوا جہاں تک اس کی لڑائیوں کا ذکر تاریخ میں ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس فن میں ماہر تھا، جنگ میں وہ محض تلوار، ہتھیار یا تعداد ہی پر بھروسہ نہ کرتا بلکہ فکر و تدبر کو بھی کام میں لاتا اور دشمن فوجوں کی نفسیات کو مدنظر رکھ کر عسکری چالیں چلتا تھا پہلی جنگ میں جو اس کی زیر کمان کوفہ میں ہوئی اس کی عسکری تدبیر کی دو مثالیں قابل ذکر ہیں ایک یہ کہ وہ اپنے ماتحت افسروں کو چھوٹے چھوٹے تیز گام دستوں سے دشمن کا مقابلہ کرنے کی تاکید کرتا تھا اور کسی ایک مورچہ پر فوج اکٹھا کرنے کی بجائے چھوٹے چھوٹے دستوں سے یکے بعد دیگرے دشمن کی مقاومت اور قوت کارکردگی کو کمزور کرنے کی پالیسی پر عمل کرتا تھا، دوسرے یہ کہ فتح کوفہ کی جنگ میں جب دشمن کا دباؤ اس کے شہر سے باہر کی فوجوں پر بڑھنے لگا تو اس نے متعدد دستے دشمن کی پیش قدمی کرنے والی فوجوں سے کترا کر بغیر شہر جا کر قلعہ کا محاصرہ کرنے اور عقب سے حملہ کرنے بھیجے اور یہ تدبیر نہایت کارآمد ثابت ہوئی ایک طرف دشمن دو سمتوں سے گھر گیا دوسری طرف قلعہ اس کے ہتھیاروں کی زد میں آ گیا اور بہت جلد شہر پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ اس لڑائی میں اپنی قوت بڑھانے اور دشمن کی قوت پہ ضرب لگانے کی اس نے ایک اور

---

[1] فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۲۸۹

اور کمی تدبیر اختیار کی جو آنحضرتؐ طائف کے محاصرہ (۸ھ) کے موقع پر استعمال کر چکے تھے اور وہ تدبیر یہ تھی کہ اس نے شہر میں منادی کرادی کہ جو غلام ہم سے آملے گا وہ آزاد ہے" اس پیغام رحمت کو سن کر ہزاروں غلام بھاگ آئے اور آزادی و مساویانہ حقوق کی ولولہ انگیز امید میں دل و جان سے اس کی لڑائی میں شریک ہوگئے۔[1] مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرتؐ اور مختار کے علاوہ کسی نے اس طریقہ پر عمل کیا ہو۔

میدان جنگ کو بھیجتے وقت وہ بالعموم اپنی فوج کے سپہ سالاروں کو عسکری تدبیر اور طرز عمل کے بارے میں ہدایات دیتا تھا، جزیرہ کی پہلی لڑائی میں ابن زیاد کے مقابلہ میں بھیجتے وقت اس نے اپنے سپہ سالار یزید بن انس کو یہ ہدایت کی تھی۔

۱- میدان جنگ میں پہنچ کر دشمن سے زیادہ بحث مباحثہ نہ کرنا (اکثر ایسا ہوتا تھا کہ فریقین لڑنے سے پہلے ایک دوسرے کو اپنے مسلک کی حقانیت بتا کر اپنی جانب مائل کرتے یا فوجوں میں بدلطمینانی پھیلانے کی کوشش کرتے جیسا کہ جنگ صفین میں لا حکم الا اللہ کا نعرہ بلند کرکے کی گئی تھی اس طرز عمل سے دشمن کو زیادہ کی قوت کا اندازہ لگانے اور اپنی قوت کا مظاہرہ کرکے اس کی فوجوں کے حوصلے پست کرنے کا موقع مل جاتا، مختار کا مقصد یہ تھا کہ دشمن کو اپنی تعداد اور ہتھیاروں سے باخبر کئے بغیر اندھا دھند جارحانہ حملہ کرکے اس کی قوتِ کارکردگی کو مفلوج کردیا جائے) اور جارحانہ اقدام کا موقع اپنے ہاتھ میں رکھنا۔

۲- دشمن کو کامیابی سے حملہ کرنے کا موقع نہ دینا۔

۳- میں فوجی دستے یکے بعد دیگرے مسلسل تمہارے پاس بھیجتا رہوں گا اس سے تمہاری قوت میں اضافہ ہوگا، تمہاری فوج کے حوصلے بڑھیں گے اور تمہارے دشمن کے حوصلے پست ہوں گے[2]

ابن زیاد سے جزیرہ کی دوسری مہیب جنگ لڑنے ابراہیم بن اشتر کو بھیجتے وقت اس نے کہا میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ

---

[1] انساب، ۲۶۰/۵ [2] انساب ۲۳۰/۵

۱۔ اپنے ہر ظاہر و مخفی کام میں خدا سے ڈرتے رہنا۔

۲۔ بہت تیز تیز جاؤ تاکہ کوفہ کے حدود سے بہت دور دشمن سے مقابلہ ہو مختار اپنے خانگی محاذ کی سلامتی اور غیر شیعی عناصر کی ممکن بغاوت سے بچنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ دشمن کا مقابلہ کوفہ سے دور ہو، اس پالیسی کے پیش نظر اس نے بصرہ کی فوجی چھاؤنی مزار پر مقابلہ کرنے میں پیش قدمی کی تھی اور یہ پسند نہ کیا تھا کہ مصعب کوفہ کے باہر اس سے لڑے۔

۳۔ جب دشمن کے پاس پہنچ جاؤ تو بلا تاخیر اس پر حملہ کر دو، اگر رات کو اس کے پاس پہنچو اور ممکن ہو تو رات ہی میں اس پر شب خون مارو، اگر دن میں مقابلہ ہو تو اس کو رات آنے کی مہلت نہ دو[1]

ان ہدایتوں کا مقصد دشمن کے ہاتھ پیر پھلانا اور اس کو بدحواس کر کے اس کی عسکری تنظیم کارکردگی کو درہم برہم کرنا تھا، اس قسم کی طوفانی لڑائی ہمیشہ اُس فریق کے لئے مفید ہوتی ہے جس کی تعداد فریق مخالف سے کم ہو جیسا کہ شام کی دونوں مقابلوں میں مختار کی کم تھی اس کا دوسرا فائدہ یہ تھا کہ زیادہ قتل و غارت ہوئے بغیر جنگ کا جلد فیصلہ ہو جاتا تھا یا طوفانی شان سے بڑھنے والا فریق دشمن کو بدحواس کر کے فرار پر مجبور کرتا یا خود کٹ جاتا، اس عسکری طرز عمل میں پہلی قسم کے امکانات زیادہ تھے جیسا کہ جزیرہ کی دونوں جنگوں میں ہوا اور دوسری قسم کی صورت حال جنگ مزار اور جنگ کوفہ میں مختار کے خلاف رونما ہوئی۔

---

[1] طبری ۷۔ ۱۴۰

سلسلۂ تاریخ ملت — نبی عربی صلعم

تاریخ ملت کا حصہ اول جس میں متوسط درجہ کی استعداد کے بچوں کے لئے سیرت سرور کائنات کے تمام اہم واقعات کو تحقیق جامعیت اور اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جدید ایڈیشن جس میں اخلاق سرور کائنات کے اہم باب کا اضافہ کیا گیا ہے اور آخر میں ملک کے مشہور شاعر جناب ماہر القادری کا سلام بہ درگاہ خیر الانام بھی شامل کر دیا گیا ہے کورس میں داخل ہونے کے لائق کتاب ہے قیمت ۱۲ مجلد عہ بقیہ حصص خلافت راشدہ ہے خلافت بنی امیہ ہے۔ خلافت ہسپانیہ، خلافت عباسیہ اول ہے دوم۔ تاریخ مصر، خلافت عثمانیہ ہے